



حزب الانصار

(دین کے مددگاروں کا گروہ)

پنجاب کا سب سے بڑا اسلامی تبلیغی ادارہ جو ۱۹۲۹ء سے اسلامی خدمت میں سرگرم ہے جامع مسجد بھیرہ کی عظیم الشان عمارت کی مورت دارالعلوم عزیزہ بھیرہ کا اجراء اور اس کے ماتحت کئی جگہ مدارس عربیہ کا قیام دارالمبلغین سالانہ تبلیغی کانفرنس غرض ہر طریقہ سے مسلمانوں کی تعلیمی - اقتصادی اور مجلسی اصلاح اور تنظیم کے لئے مسلسل مساعی جاری ہیں جماعت کا ترجمان جریدہ شمس الاسلام ہر ماہ بھیرہ سے شائع ہوتا ہے - حزب الانصار کے قائم کردہ دینی اداروں کی امداد اور جریدہ شمس الاسلام کی توسیع اشاعت میں حصہ لیکر اور جماعت کے معاون بنکر ثواب دارین حاصل فرمائیں -

افتخار احمد بگوی کان اللہ لہ

امیر حزب الانصار بھیرہ پنجاب

بِسْمِ الرَّبِّ الْعَظِيمِ

مدیر مسئول

غلام حسین

تحت لادارہ

مہمان الحاج افتخار احمد بگوی مہر خزانہ انصار بھیرہ

474

جلد ۲۲ ذوالحجہ ۱۳۷۰ھ مطابق ماہ ستمبر ۱۹۵۱ء شمارہ ۹

ترسل زرہ خط و کتابت کا پتہ :
نیو رائل ٹمپلس لائبریری جامع مسجد بھیرہ (پاکستان)



ہندوستان والے اپنا چند لا
جامی فضل آئی عبد المجید صاحبان کمیشن
ایجنٹس کے قواب مسجد شریٹ بمبئی
(ہندوستان) کو بذریعہ منی آرڈر روانہ کریں

★ ★ ★

بیدل شتراک

ممنونہ کے لئے ۴۷ کے ٹکٹ ارسال کریں

مالانہ عوام سے

۱۱ معاونین سے

” طالبہ سے

فے بر حیر

نشا

(اداسلا)

مسئلہ کشمیر

پنڈت نرو دی بے جا فائدہ جنگجو یا نہ ہونے اور غیر منصفانہ روش کی وجہ سے بھارت اور پاکستان کی کشمکش اسی طرح باقی ہو رہی ہے۔ دہلی و دہلی برہمنی چلی جا رہی ہے۔ ہمیں کما جاسکتا کہ دستور کے شائع ہونے اور قارئین کرام کی خدمت میں پہنچنے تک دونوں ملکوں کے حالات کس نہج پر پہنچ گئے ہوں گے۔ کیونکہ آپس کے تعلقات میں خوشگوار تبدیلی پیدا ہونے کی بجائے ہر روز نئے نئے گرسے پیدا ہو جاتے ہیں۔ اور پراسے حق سے ابھی لائنیں پڑے ہوئے ہوتے ہیں کہ یورپ کی ملعون سیاست کی نقالی اور غیر انسانی نظام زندگی اور خود غرضانہ اور غیر عادلانہ ذہنیوں کی وجہ سے اور نئی نئی چیمبردگیاں پیدا ہو کر معاملات کو بگاڑ دیتی ہیں۔ اب اس بارے میں کوئی شک و شبہ باقی نہیں رہا کہ اصل جھگڑا کشمیر کے حق و خود اختیاری کے متعلق ہے۔ پاکستان کا موقف یہ ہے کہ چونکہ کشمیر میں مسلمانوں کی عظیم اکثریت ہے تقسیم ہند کے وقت جن اصول کی بنیاد پر بڑے عظیم ہند تقسیم ہوا۔ بنگال و پنجاب کی تقسیم عمل میں آئی۔ اور بھارت میں پنڈت نرو دی بے جا فائدہ بنگال کو بھارت کو فوجیں بھیج کر قبضہ کیا۔ اور پولیس کمیشن کے نام سے ریاست حیدر آباد پر دھاوا بول کر ایک بڑی ریاست کو انڈیا میں شامل کیا۔ انہی اصول کی بنیاد پر کشمیر کے باشندوں کا یہ حق ہے کہ اپنی مرضی کے مطابق پاکستان کے ساتھ اپنا الحاق کریں۔ اور اگر ان کے علی الرغم بھارت بہ زور کشمیر وستان ان کو

انڈیا میں ملانا چاہتا ہے تو ایک ظلم عظیم ہے۔ جو ان مسلمانوں پر کیا جا رہا ہے۔ اور ہم اپنے ہم مذہب و ہم سایہ باشندگان کشمیر کو اس ظلم کا تختہ مشق بنانا اپنی آنکھوں سے دیکھ نہیں سکتے۔ اس لئے دنیا کے سامنے، یو این او کے سامنے اور تمام جمہوریت پسند عناصر کے سامنے بھارت کے اس رویہ کے خلاف احتجاج کرتے ہیں۔ اور ہمارا یہ فرض ہے کہ ہر طرح سے اس احتجاج کو موثر بنائیں۔ اور ہر ممکن طریقہ سے انڈیا کو اس بات کے لئے آمادہ کریں کہ وہ یہ ظالمانہ روش ترک کر کے عدل و انصاف کے فیصلہ کی طرف جھکے۔ اور ان اداستانہ مقابلات کے باشندگان کشمیر کو اپنی قسمتوں کا خود آخری فیصلہ کرنے دے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر کشمیر کے بارے میں پاکستان صاف اور صریح الفاظ میں یہ دعویٰ کرنا کہ مذکورہ بالا اصول تقسیم ملک کے مطابق لامحالہ کشمیر پر جاری حق ہے۔ اور بلا کسی استثناء و استفسار محض ان سب شدائد اصول کے مطابق کہ جس علاقہ میں مسلمانوں کی اکثریت ہو وہ علاقہ پاکستان میں شامل ہونا چاہئے، کشمیر کو پاکستان کا حصہ بنانا چاہئے۔ جیسا کہ نرو دی بے جا فائدہ انہی اصول کی آڑ میں ہونا کر دھوکا اور حیدر آباد کو لے لیا ہے۔ قیاس صورت میں بھی پاکستان حق بجانب ہوتا۔ اور بھارت کو کسی طرح بھی اعتراض کرنے کا حق نہ تھا۔ اور انصاف کا تقاضا یہ ہوتا کہ وہ اصول پسندی سے کام لے کر پاکستان کو بخوشی اس کا حق چھوڑ دیتا۔ مگر پاکستان نے تو اس بارے میں جو رویہ اختیار کیا ہے وہ بہت ہی نرم ہے۔

دینے خود اپنے مستقبل کا فیصلہ نہیں کر لیتے۔ جب اس قسم کا کوئی فیصلہ ہوگا اس وقت پاکستان ہی یہ جنگ جیتے گا۔ میں پھر اس امر کا اظہار کر دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان ہندو کو کبھی یہ اجازت نہیں دیگا کہ وہ کشمیر پر بہ زور تشریف نہ کرے۔ آپ پاکستانی عوام کو انتباہ کر کے فرمایا کہ آپ نے اگر ایک دفعہ تشدد کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا تو یاد رکھئے کہ آپ کو پاکستان جیسی عزیز ترین متاع سے ہاتھ دھوئے پڑیں گے۔

افرض صورت حال یہ ہے کہ پاکستان مظلوم باشندگان کشمیر کی حمایت میں صرف یہ مطالبہ پیش کر رہا ہے کہ ان کو اپنے مستقبل کا فیصلہ خود آزادانہ طور سے کرنے دیا جائے۔ تو چار اور ہندوستان کا اختلاف ختم ہو جاتا ہے۔ اور جائدادوں اور نہروں کے بانی کے متعلق ہوا اختلافات ہیں وہ بہ آسانی آپس کی گفتگو سے ورنہ کسی ثالث کے فیصلہ سے طے کیے جائیں گے۔ اور پھر دونوں ملک اچھے ہمسایوں کی طرح خوشگوار تعلقات کے ساتھ زندگی بسر کریں گے۔ اور دوسری طرف بھارت معلوم نہیں کس زعم و غرور کی بنا پر یہ ظالمانہ طرز عمل اختیار کرے اس پر بہ ضد ہے۔ کہ کشمیر کو ہم نے سنگینوں، اور تلواروں کے زور سے ایک دفعہ ہڑپ کر دیا ہے۔ اس کو اگلنے کے لئے ہم بالکل تیار نہیں۔ خواہ مجلس اقوام اس کو غلط قرار دیتی ہو یا تمام دنیا کی رائے عامہ اس کو ظلم و تشدد کہہ کر ہم کو بڑھائے۔ ہم اس کو ہضم کریں گے۔ اور وہاں اپنی من مانی

اور محض امن پسندی کی خاطر اس نے اپنا اصل دعوئی اور حقیقی مقام چھوڑ کر اس سے بہت نیچے اتر کر صرف اتنا مطالبہ کیا ہے کہ کشمیر کا فیصلہ خود وہاں کے باشندوں کو کرنے دو۔ اس سے فروتر اور کیا کچھ کہا جاسکتا ہے۔ اور شاید کہ امن پسندی کی وجہ سے ہماری اس نرم روش اور دعویٰ کو ڈھیلا رکھنے سے انڈیا کا دماغ کچھ بگڑ گیا۔ اور اس کو یہ توقع ہوئی کہ پاکستان کو کچھ دھکیلوں کے بعد اس نرم مطالبہ سے بھی ہٹایا جاسکتا ہے۔ اور سرحد پر اپنی فوجی قوت کا مظاہرہ کر کے پاکستان کو کشمیر سے بالکل دستبردار کرنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے۔ مگر ہائے وزیر اعظم نے یہ اگر گت کو یوم آنا دی کے سلسلہ میں منفقہ ایک عظیم الشان جلسہ میں کراچی میں تقریر کرتے ہوئے کہا ہے کہ

”پاکستان اور ہندوستان میں سب سے بڑا اختلاف کشمیر کی وجہ سے ہے آج ہندوستان کے سوا دنیا کا کوئی ایسا ملک نہیں جو کشمیر سر متعلق پاکستان کے نظریہ کو درست اور بھارت کے نظریہ کو غلط قرار نہ دے رہا ہو۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حقیقتہً پنڈت نہرو کا طرز عمل گٹھڑا نہ ہے۔ پنڈت نہرو نے پارلیمنٹ میں فرمایا کہ ہندوستان کشمیر کی جنگ جیت چکا ہے۔ میں کہوں گا۔

دل کے بدلنے کو غالب خیال اچھلے ہے۔ اجی نہرو صاحب! کشمیر کی جنگ کوئی نہیں جیت سکتا۔ کشمیر کی جنگ صرف کشمیر کے عوام ہی جیت سکتے ہیں۔ کشمیر کی جنگ اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کشمیر کے عوام منصفانہ اور غیر جانبدارانہ رائے شماری کے

اور کشمیر میں استصواب رائے کے مطالبہ سے (جو حقیقت کے لحاظ سے کم سے کم مطالبہ ہے جو اس سلسلہ میں کیا جانا چاہیے تھا، دست بردار ہو جائے۔ اور بقول مشر لیاقت علی خان گویا اس طرح اپنے وجود سے بھی ہاتھ دھو بیٹھے۔ اور یا صاف اعلان کر دیے کہ کشمیر سے متعلق جو ہمارا مطالبہ ہے وہ حق و عدالت پر مبنی ہے۔ اور ہندوستان کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ وہ بہ زور شمشیر وہاں کے باشندوں کو دبا کر اس ملک پر قبضہ جملے رکھے۔ اور اگر اس اعلان حق کی پاداش میں انڈیا اپنے جارحانہ عزائم کو بروئے کار لا کر پاکستان کی سرحدوں پر حملہ آور ہوتا ہے تو ہم حق کی حمایت میں ہر مصیبت کو برداشت کر سکتے اور ہر مقابلہ کے لئے سینہ سپر ہو سکتے ہیں۔ اور حق و صداقت کے علم کو دنیا میں بلند رکھنے اور مظلوم و مظلوم کو ظالم و جابر کے ظلم و تشدد سے بچانے کے لئے مسلمان جو جدوجہد اور سعی و کوشش کرتا ہے وہی جہاد فی سبیل اللہ ہے۔ اس لئے انڈیا کے ظلم و تشدد کے مقابلہ و دفاع کے لئے ہم جہاد کرنا چاہتے ہیں۔

ہماری امن پسندی | جب پٹنہ نہرو اپنی نفع پر لے آیا۔ تو اس کے بعد ہمارے وزیر اعظم مشر لیاقت علی خان نے جوش و اشتعال کی بجائے نہایت مبرہ ملکوں کے ساتھ اس معاملہ پر خود کیا۔ اور امن پسندی کی خاطر انہوں نے خط و کتابت کا سلسلہ جاری رکھ کر پٹنہ جی کو راہ راست پر لانے کی ہمت کوشش کی۔ اور اس بارے میں پانچ نکاتی منصوبہ امن پیش کر دیا۔ جس کو تمام دنیا کے سیاست دانوں اور رائے عامہ نے بہت سراہا۔ اور دنیا کو یقین ہو گیا کہ اس وقت ان دونوں ملکوں میں سے حرب و ضرب اور قتل و قتال

کریں گے۔ اور اگر پاکستان کشمیریوں کی حمایت میں کوئی آواز بلند کرتا اور احتجاج کرتا ہے تو ہم جیلنج دیتے ہیں کہ وہ یا تو اعلان حق چھوڑ کر خاموش ہو جائے۔ ورنہ اسکی زبان کاٹنے اور گلا گھونٹنے کے لئے ہم اپنی اس فوجی قوت کو استعمال کریں گے جس سے کام لیکر ہم نے مشرقی پنجاب میں مسلمانوں کا خون بہایا تھا۔ اور جس کے بل بوتے پر کج کشمیر کو ہم پامال کر رہے ہیں۔ اور جس کے سہارے ہندوستان کے چار کروڑ مسلمانوں کو ہم ہر روز ہر جگہ ہر طرح سے دہاتے اور انکی قومی حیثیت کو ختم کر رہے ہیں۔ چنانچہ بھارت کے لیڈروں نے بھی یہی کہا، وہاں کی سیاسی جماعتوں نے بھی اسی قسم کی دھمکیاں دیں۔ اس دیس کے اخبارات نے بھی اس قسم کے شرانگیز مضامین و مقالات شائع کئے۔ اور ان زبانیں دھمکیوں اور تقریروں کے بعد آخر عمل آیا کیا بھی۔ کہ اپنی ٹوٹے فیصدی فوجی طاقت کو پاکستان کی سرحدوں پر اگر جمع کیا۔ اور یہ زبان حال پکارا کہ ہم کشمیر میں خود ساختہ برائے آئین ساڑا سمیٹنا کہ دنیا کی آنکھوں میں خاک ڈالنا اور ایک سیاسی کھیل کھیلنا چاہتے ہیں۔ اس کے متعلق آدم بنجود ہو جاؤ ورنہ ہم پاکستان پر بھی دھاوا بول دیں گے۔ ظاہر ہے کہ دشمنانہ ارادہ کے ان جارحانہ عزائم اور شر پسندانہ رویہ کے مقابلہ میں اب پاکستان کو دور استوں میں سے ایک راستہ اختیار کرنا ہو گا۔ یا تو وہ حق و صداقت کا ساتھ چھوڑ دے۔ کشمیر کے مظلوم بھائیوں کو ڈوگریوں اور ہندوستان کی فوجوں کے بے پناہ مظالم کا تختہ مشق بننے پر راضی ہو جائے۔ اور انڈیا کے ظلم و ستم اور تشدد و بیداد کو کھلی آنکھوں سے دیکھے مگر زبان سے کچھ نہ کہے۔

کے ارادے کس طرف ہیں۔ اور امن و سکون کو کون چاہتا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ اس خط و کتابت کے ذریعہ امن کے اس منصوبہ کی طرف بار بار توجہ دلا کر اور مسئلہ کشمیر کی پوری پوزیشن سمجھا کر مسئلہ طاقت علی خان نے ضرور اس قہر نام حجت کو دیا ہے۔ کہ اخلاقی اعتبار سے دنیا کی رائے عامہ کے ہاں پنڈت جی کی ساکھ ختم کر دی ہے۔ اور اس کے عدل و انصاف اور جمہوریت پسندی کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ ۱۲۔ اگر ت کی تقریر میں وزیر اعظم صاحب نے کہا ہے:۔ ”جب مجھے یہ اطلاع ملی کہ بھارت اپنی فوجیں پاکستان کی سرحدوں پر جمع کر چکا ہے۔ تو میں نے پنڈت نہرو سے خط و کتابت شروع کر دی۔ اور وہ نکاتی منصوبہ امن پیش کیا۔ اس منصوبے میں کوئی ایسی شرط نہ تھی۔ جس پر وہ طرفہ عمل کیلئے زور نہ دیا گیا ہو۔ اس میں پاکستان کیلئے کوئی رعایت نہیں رکھی گئی تھی۔ اس منصوبے کی منظوری کی صورت میں دونوں ملکوں پر کیا فی مہاریا عائد ہوتی تھیں۔ پنڈت نہرو کہتے ہیں کہ یہ منصوبہ جانبدارانہ ہے۔ میں نے لکھا کہ اس منصوبے کی جانبداری اور غیر جانبداری کا معاملہ دنیا کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے۔ لیکن پنڈت نہرو کب ماننے والے ہیں۔ ان کی دنیا ان کی ذات تک محدود ہے۔“ الخ

الغرض ہم نے امن پسندی اور جنگ سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے۔ اور بار بار سمجھایا ہے کہ لڑائی کا یہ راستہ دونوں ملکوں کے لئے کچھ اچھا نہیں۔ اور جہاں تک عدل و انصاف کی حالت کا فیصلہ اور اخلاق کا تعلق ہے انڈیا شکست کھا چکا ہے۔

اور اس کے مذموم مقصود غلام دہلے کے سامنے بالکل عریان ہو چکے ہیں۔ ہماری امن پسندانہ روش نے شاید بھارت کو اس زعم باطل میں مبتلا کیا ہے۔ کہ وہ پاکستان کو توڑ دے اور ہم گھاس سمجھنے لگا ہے۔ اور غرور و پنداریں اگر امن و صلح کی بجائے جنگ کی باتیں کرنا اور نوک کشمیر سے کشمیر کو دبا رکھنے اور پاکستان کو چپا کر کھانے کی دھمکیاں دیتا ہے۔ وہ شاید اپنے ملک کی وسعت اور فوج کی کثرت اور مادی ساز و سامان کی موجودگی کے نشہ میں مست ہو کر حق کو روندنے کے لئے یوں بڑھنے کی جرأت کر رہا ہے۔ ہم نے امن پسندی کی ہر مناسب تدبیر پیش کر کے ہر طرح سے حجت تمام کر دی ہے۔ اب ہم انڈیہ کے لیڈروں اور کچھ بھی عقل و دانش سے بھرور ہونے والے اکابر کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ اتنا تو تم بھی جانتے ہو گے کہ پاکستان اگر ان کی طرح جلد حاضہ اقدامات نہیں کر رہا ہے تو اس کے یہ معنی نہیں ہیں۔ کہ اس کے اندر بسنے والی قوم مدافعت کے فرض میں بھی کوئی کوتاہی دکھا سکتی ہے۔ اللہ یا کا ملک وسیع ہے، فوج بڑی ہے، یکن فتح و شکست کا سارا دار و مدار فوج کی تعداد اور اسلحہ کی مقدار ہی پر منحصر نہیں ہوتا۔ باشندگان ہند کو غلط فہمیوں کا شکار نہونا چاہیے۔ چند بنیادی حقیقتیں ہیں۔ جن سے آنکھیں بند نہیں کی جا سکتیں۔ ان کو پیش نظر رکھ کر انھیں قہم اٹھانا چاہیے۔

پاکستان میں جذبہ صادقہ اور وجہ وحدت و اتفاق انڈیہ سے ہزار گنا بڑھ رہی ہے اس ملک کا اسلامی ریاست بننے کے لئے خدائے کائنات کے نام پر وقف ہو جانا اس کے ہر مسلم باشندے کے لئے کٹ مرنے کا دیباہی حقیر ہے۔ جیسے ایک مسجد کے لئے جذبہ تحفظ ہوتا ہے۔ یہاں محاشرقی اور منچ کی خلیجیں بھی ایسی ہی طرح حائل نہیں ہیں۔ یہاں

اقلیت و اکثریت میں بھی کوئی کشمکش نہیں۔ یہاں سیاسی اختلافات بھی ویسے طوفان خیز نہیں ہیں۔ یہاں معاشی نظم کی نامہوریاں موجود ہیں۔ مگر قحط اور فاقہ کی کیفیت بہر حال نہیں ہے۔ ان حقائق کو ثوب اچھی طرح سوچنا چاہیے۔

انڈیائے وہ اخبار نویس سعدا بواجہارات کے دفتر میں بیٹھ کر جنگ کی باتیں کرتے اور طرح طرح سے اشتعال دلاتے ہیں۔ آنتیں مقالات و مضامین لکھ کر اور من گھڑت خبریں چھاپ کر خرمین امن و امان کو آگ لگاتے ہیں۔ اور ملک میں جنگ کی تباہ کن آگ بھڑکانا چاہتے ہیں اس بات کو خوب سمجھ لیں کہ موجودہ دور کی جنگ میں صرف فوجوں کی جنگ نہیں ہوتی بلکہ اس آگ میں ملک کے ہر باشندہ کو جلنا پڑتا ہے۔ رطائی میں لڑاؤ اور پیڑھے نہیں بلتے جلتے بلکہ ہم اور گولے گولے جاتے ہیں۔ اگر ان کی لگائی ہوئی آگ بھڑک اٹھی تو بھرب کی طرح دفتروں میں بیٹھ کر جھوٹ گھڑنے کا موقع پھر انکو نہیں مل سکے گا۔ اب کوئی بی جالو ٹھوس میٹنگاری ڈال کر علیحدہ تماشا نہیں دیکھ سکتی۔ خود اس کو بھی تماشا بننا پڑے گا۔ اس لیے جنگ کا کیڑا دماغوں سے نکالنا چاہیے۔ اپنی انسانی طاقت پر مغرور ہو کر ہر شل اور ٹوبہ نہ بننا چاہیے۔

خود اپنے ساتھ تہارسی بھلائی یہ ہوگی کہ اپنے نوخیز ملک کو تباہی سے بچانے کی فکر کرو۔ ظالم کو ظلم سے روکنا اور اس کا ہاتھ پکڑنا یہ اسکی خیر خواہی ہے۔ انڈیائے کشمیر کے بارے میں جو روش اختیار کی ہے وہ یقیناً ایک ستم کارانہ اور ظلمدانہ روش ہے۔ اس لیے ہمارا دقتیقت ہندوستانی قوم کی بھلائی کی خاطر یہ ہے کہ اس ظلم سے رک جاؤ۔ ورنہ ظلم کا انجام کبھی اچھا نہیں رہا۔ اور خود تمہارے لیے بھی اچھا ثابت نہ ہوگا۔ اب اگر اس پر بھی دہاں کے حواس باختہ اور نادان اخبار نویس اور کچھ لیڈر بگڑ جاتے اور ہم کو بھی ختم کرنے کی دھمکیاں دیتے ہیں تو اس

ہم بفضلہ تعالیٰ مرعوب نہیں ہوتے اور نہ ہم اپنی آواز حق کو دبا سکتے ہیں۔ ہاں مومن کا کام ہے امن کا پیغام پہنچا دینا۔ اور سلم کا آہل فرض ہے دنیا بھر میں سلامتی اور سکون کو عام کر دینا۔ اس لیے ہم امن کا پیغام بار بار سناتے اور سلامتی کی راہ کی طرف بار بار بلاتے ہیں۔ لیکن اگر اب بھی انڈیا کا دماغ درست نہ ہو تو ظالم پر تمام محبت کے بعد جو خدائی عطا آیا کرتا ہے اسی قانون الہی کے مطابق شاید انڈیا پر بھی آفتاؤں پڑنے والی ہے۔ خواہ وہ پاکستان کے ذریعہ سے ہو یا اور کوئی عذاب الہی ہو جو دائیں بائیں اور پیچھے سے اُن پر نازل ہو جائے۔ اور اس طرح اس نوخیز ملک کی وہ حیثیت ختم ہو جائے جو اب اُسے حاصل ہے۔ اور یا امن و سکون کی حالت میں وہ جس حیثیت کو موجودہ دنیا میں حاصل کر سکتا ہے۔ اُس کی ساری ترقی رک جائیگی۔ اور معاشی اور اقتصادی لحاظ سے یا سیاسی لحاظ سے وہ پھر کسی کا غلام ہو کر رہے گا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

دفاع پاکستان کی تیاری

اب تک پوری کوشش کی ہے اور آئندہ بھی کریں گے۔ کہ کشمیر کے معاملہ میں ہندوستان راہِ راست پر آجائے۔ اور اپنی دھمکیاں چھوڑ کر عدل و انصاف کا فیصلہ مان جائے۔ لیکن اگر پڈت نہرو کی ضد اسکی طرح رہی جیسی کہ اب ہے۔ تو اندیشہ ہے کہ کہیں طاقت و قوت کے نشہ میں مدہوش ہندوستانی فوجیں پاکستان کی سرحدوں پر ہمدردی حق پسندی و حق گوئی کے ”جرم“ میں کوئی حملہ نہ کر دیں۔ اس لیے اُس منحوس گھڑی کے آنے سے قبل مسلمانانِ پاکستان کو اپنے ملک کی مدافعت کے لیے مکمل طور سے تیار ہونا چاہیے۔ اس سلسلہ میں ضروری ہے کہ دفاع ملک کا

یہ مسئلہ شرعی طور سے بھی طے کیا جائے کہ کیا حیثیت رکھتا ہے۔ لگو خدا نخواستہ ہمارے ملک پر کسی دشمن نے حملہ کر دیا۔ تو شرعی قانون کے لحاظ سے یہ ہمارا فرض ہے کہ اپنی جان و مال کی حفاظت، اپنی عزت و آبرو کی حفاظت، اپنی عورتوں بچوں کی حفاظت، اپنے گھروں اور جائیدادوں کی حفاظت ضرور کریں۔ جو مسلمان اپنی ان چیزوں کو بچانے کے لئے لڑتا ہے اور لڑ کر جان دیتا ہے اسے بھی درجہ شہادت نصیب ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: **مَنْ قَتَلَ دُونَ مَالِهِ فَمَهُوْ شَهِيدٌ مِّنْ قَتْلِ دُونَ عَنِ ضَلَمٍ فَمَهُوْ شَهِيدٌ**۔ یعنی جو شخص اپنے مال کی حفاظت کے لئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ جو اپنی آبرو کو بچانے کے لئے مارا جائے وہ بھی شہید ہے۔ اگر بالفرض غیر مسلم نہ بھی ہوں، مسلمان کھلانے والوں کا کوئی جتھہ ہمارے گھروں پر ڈاکہ ڈالنے اور مال و معال کو لوٹنے کے لئے حملہ آور ہو جائے تو مذہبی نقطہ نگاہ سے اس جتھہ کا پورا مقابلہ کرنا ان کو مارنا اور ہٹانا ہم پر فرض ہو جاتا ہے۔ اور شرعاً ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہر ممکن طاقت کو استعمال کر کے ان ڈاکوؤں اور ظالموں کو بھگایا جائے۔ اور اس سلسلہ میں اگر ان کو قتل کر دیا جائے تو وہ بالکل مباح بلکہ کارِ ثواب ہے۔ اور اگر اپنے مال و آبرو کی حفاظت کرتا ہوا ہم میں سے کوئی مارا جائے تو وہ شہید ہوگا۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ اگر ایڈیا کی فوجوں نے ہماری سرحدوں پر حملہ کر دیا۔ اور خدا نخواستہ خدا نخواستہ ہمارے شہروں اور بستیوں کو فتح کر لیں یا کئی دین کیوجہ کامیاب ہو گئے تو پھر نہ کسی کی جان محفوظ ہے۔ نہ کسی کی عزت و آبرو محفوظ ہے۔ نہ کسی کا مال و جائیداد محفوظ ہے اور نہ کسی کی دجاہت و حیثیت محفوظ ہے پس محض اس حیثیت

بھی ملک کی مدافعت مسلمانانِ پاکستان کے لئے شرعاً ضروری ہو جاتی ہے۔ اور اس سلسلہ کی ہر کوشش کو ”جہاد“ کہا جاسکتا ہے۔ اور ہم سب پر فرض ہے کہ ہر ممکن طاقت اس مدافعت کے سلسلہ میں استعمال کر کے اپنی پوزیشن اتنی مضبوط کر دیں کہ انڈیا کے ڈاکوؤں کو یہ یقین نہ ہو سکے کہ وہ شیشی تر بھی لگا ہوں سے ہمیں دیکھ سکیں۔ اور برے ارادوں سے دو قدم بھی آگے بڑھا سکیں۔

غیر یہ تو ایک عام وجہ ہے اور اس کی بنا پر بھی ہماری مدافعت سنی و عمل جہاد میں داخل ہے۔ مگر مسلمان ہونے کی حیثیت سے اصل بنیادی جذبہ جو ہمارے دلوں میں کار فرما ہونا چاہئے وہ خدا کے دین کی مدافعت کا جذبہ ہے۔ جتنا زیادہ یہ جذبہ ہوگا اتنا ہی ہمارا دفاع مضبوط ہوگا۔ اور اسی قدر ہم زیادہ آبرو و ثواب کے مستحق ہوں گے۔

مطابق پاکستان کا اصل بنیادی محرک یہ جذبہ تھا کہ ایک ایسا خطہ ملک مسلمانوں کے قبضہ و اختیار میں آجائے جہاں وہ اللہ تعالیٰ کے دین کو عملاً نافذ کر کے اپنے مولیٰ کو راضی کریں اور دنیا کو ایک مثالی اسلامی ریاست کا نمونہ دکھائیں۔ جو کچھ جدوجہد عام مسلمانوں نے کی تھی اسی جذبہ کی بنیاد پر کی تھی۔ آخر تقیم ہند کے ساتھ پاکستان کے نام سے ایسا خطہ ہاتھ آیا۔ پھر قرارداد مقاصد کے ذریعہ آئین ساز اسمبلی نے آئینی طور سے اس مملکت کی حیثیت متعین کر دی۔ اور منزل مقصود واضح کیا۔ جس کے بعد یقیناً یہ مملکت ایک اسلامی ریاست ہے۔ اگرچہ بدقسمتی سے ابھی تک قوانین اسلام کے عملی نفاذ کا موقع نہیں آیا ہے۔

کے دل میں اس نعمت کی قدر کا جذبہ پیدا کریں۔ اور اس کے قلب و روح میں یہ خیال جاگزیں کر دیں۔ کہ اس نعمت کی حفاظت میں کوئی قربانی بھی گراں نہیں ہے۔ یاد رکھئے! خدا اور اس کے دین کی خاطر جان جینے کا مرتبہ اپنے گھر بار، اپنے مال اور آبرو کی خاطر جان دینے سے بدرجہا زیادہ بلند ہے۔ اور اس جذبہ کے ساتھ جو شہادت میسر ہو وہ بہت اونچے درجے کی شہادت ہے۔ پس اس جذبہ کے ساتھ دفاع ملک کے لئے ہر قسم کی تیاری کرنی چاہئے۔

دفاع کی تیاریاں مادی طور سے موجودہ دور میں جس قدر ساز و سامان

کی ضرورت محسوس ہے۔ اور مختلف تدبیروں اور حفاظتی پیش بندیوں کو اختیار کرنے کا جہاں تک تعلق ہے چاہئے کہ ان میں کوئی کوتاہی نہ کی جائے۔ اس لئے نہیں کہ ہم کو مادی ذرائع و وسائل پر اعتماد و معروضہ ہے۔ اور ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ ان چیزوں سے کوئی فتنہ دی اور کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ بلکہ محض اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے استطاعت کے مطابق تیاریاں کرنے کا اور سامان سچاؤ اختیار کرنے کا ہمیں حکم دیا ہے۔ **ثُمَّ مِنْ هُنَّ كَيْفِيَّتُ** سے ہمارا یہ یقین کامل ہونا چاہئے کہ **وَمَا لَكُمْ لِقَاءَ يَوْمِنَا مِنْ عِندِ اللَّهِ - اور إِنَّ مِصْرَكُمْ فُتِنَ فَلَا تَغْلِبْكُمْ وَان يُخْلِلْ لَكُمْ فِتْنًا ذَا الَّذِي يَفْضَحُكُمْ كَمَا مَتْنٌ بَعْدَ -** یعنی اے مسلمانو! اگر اللہ تعالیٰ تمہاری امداد کرے تو پھر کوئی بھی تم پر غالب نہیں آسکتا۔ اور اگر وہ تمہاری امداد چھوڑ دے تو اس کے سوا پھر اور کون ہے جو تمہاری امداد کر سکے؟ پس اعتماد اور بھروسہ کبھی بھی ساز و سامان پر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نصرت و اعانت ہی سے فتنہ دی اور کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ اور ہر دشمن کا منہ موڑا

اور دستور سازی کا کام بھی ابھی مکمل نہیں ہوا۔ لیکن یہ تو ارباب اختیار و اقتدار کے غلط رجحانات کا نتیجہ ہے۔ ورنہ آئینی طور سے یہاں کی دستور سازی قرآن و حدیث کے مطابق ہوگی اور قوانین اسلام کا عملی نفاذ و ابواب ضرور ہوگا ہر حال ہمارے عزائم یہ ہیں کہ اس ملک میں صرف اسلام ہی آئے گا اور آئینی طور سے اب اس بارے میں ہمارے لئے کوئی رکاوٹ نہیں۔ اس لئے پاکستان یقیناً اسلام کا گھر اور اللہ کے دین کے لئے ایک تجربہ گاہ ہے۔ یہ حقیقت بالکل واضح اور متعین ہے۔ بشریہ اقتد علی خان صاحب نے ۱۱ اگست کے یوم آزادی کی تقریر میں اس کو بھر پوری وضاحت کے ساتھ دہرایا۔

میں علامہ کسب دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان یقینی طور پر اسلامی اصولوں کو اپنانا چاہتا ہے۔ وہ اسلامی دستور العمل پچھل کر گیا۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اسلامی اصول دنیا کے بہترین اصول ہیں۔ ہم اپنے اس اقدام کی وجہ سے شہر ہاتے نہیں۔ بلکہ یہ تو ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ اقلیتوں کو بھی خوش ہونا چاہئے۔ کہ پاکستان میں اسلامی امن نافذ ہوئے والا ہے۔ کیونکہ یہ آئین اقلیتوں کی حفاظت کی بہترین گارنٹی ہے۔

الغرض ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ سرزمین ہمارا نہیں بلکہ اسلام کا گھر ہے۔ ہمیں صدیوں کے بعد پھر موقع ملے کہ خدا کے دین کو اسکی اصلی صورت میں قائم کریں۔ اور دین کے سامنے اسکی صداقت کی عملی شہادت پیش کریں۔ ہمارے لئے یہ سب سے بڑی نعمت ہے۔ اور ہم ہر قیمت پر اسکی حفاظت کے لئے تیار ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ پاکستان کے مسلمان

جاسکتا ہے۔ اگر ہاتھ میں کچھ بھی نہ ہو۔ تعداد کی کمی ہو۔ سامان کی قلت ہو۔ دشمن ہرادی اسلحہ سے مسلح ہو لیکن اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے تو قوی سے قوی دشمن سے بھی کوئی خطرہ و اندیشہ نہیں۔ اور اگر سب کچھ ہمارے پاس ہو۔ تعداد بھی زیادہ ہو، سامان بھی زیادہ ہو، لیکن مولیٰ کو منظور نہیں۔ اور وہ اپنی امداد و اعانت کا ہاتھ ہم سے اٹھا دے تو پھر کچھ بھی ہم نہیں کر سکیں گے۔ اسلام کی تاریخ میں بدر و حنین کے دو واقعے ہمارے لئے اس بارے میں نمونہ عبرت و موعظت ہیں۔ بدر میں مسلمانوں کی کیا حالت تھی اور کافروں کی کیا حالت تھی۔ لیکن انجام کیا ہوا۔ اور پھر حنین میں مسلمانوں کی فوج کی تعداد اور ساز و سامان کی کیا کثرت تھی۔ اور کافروں کی تعداد کیا تھی۔ مگر صرف اتنی سی بات پر کہ بعض مسلمان اس خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے کہ آج ہماری تعداد زیادہ ہے۔ ہم شکست نہیں کھائیں گے۔ یعنی اسباب و وسائل پر اعتماد کیا تو اللہ تعالیٰ کو یہ پسند نہ ہوا۔ اِذَا اَخْبَلْتُمْ كَثْرَتَكُمْ فَلَئِنْ تَخَنَ عَنْكُمْ شَيْعًا وَضَاقَتْ عَلَيْكُمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّيْتُم مِّنْ دُونِ ۚ چند ہزار کافروں کے شرک کے مقابلہ میں وہ پریشان و منتشر ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اُس وقت بتا دیا کہ تعداد کی کثرت پر مسلمان کا بھروسہ نونا چلے۔ مومنانہ عقیدہ یہ ہے کہ اگر مسلمان وسائل و ذرائع کو احتمال کرتا بھی ہے تو پھر بھی یقین یہ رکھتا ہے کہ ان میں اثر کچھ نہیں۔ یہ محض اسباب ہیں۔ اور اگر کامیابی و فتح نہ دی ہو جاتی ہے تو ان اسباب کی طرف بالکل منسوب نہیں کرتا بلکہ اس حقیقی مسبب الاسباب کی طرف اسکی نسبت کرتا ہے جس نے اُن میں اثر ڈالا۔ اور کارگر بنا دیا۔ غزوہ بدر میں کامیابی و فتح نہ دی کے بعد جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

اسکو اپنے تین سو تیرہ جانثار صحابہ کرام کا کارنامہ قرار نہیں دیا۔ اگرچہ ظاہر ہے کہ اسباب کے درجہ میں ان حضرات کے بے نظیر قربانی اور جان نثاری کا نمونہ پیش کیا تھا۔ بلکہ فرمایا تو یہ فرمایا۔ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَنْجَزَ وَعْدَهُ وَنَصَرَ عَبْدَهُ وَهَزَمَ الْأَحْزَابَ وَحْدَهُ۔ تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے اپنا وعدہ پورا کر دیا۔ اپنے بندہ خاص کو امداد و اعانت دی۔ اور کافروں کے گرد ہوں کو صرف ایسے خدا نے شکست دی۔ یہاں پر وعدہ کا لفظ خصوصیت کے ساتھ ذکر کا محض تسبیح و عبارت کے لئے نہیں بلکہ ایک حقیقت کا اظہار مقصود ہے۔ کہ شکروں کو شکست ہم نے نہیں دی۔ ہماری کیا طاقت اور کیا مجال تھی۔ صرف ایسے اللہ تعالیٰ ہی نے انکو ہریمت دی اور بھگا دیا۔ الغرض اسباب و وسائل پر، مادی ساز و سامان پر اعتماد و بھروسہ تو نہیں چلے۔ لیکن اس کے باوجود ہر طرح کی تیاری کرنا ضروری ہے۔ اس لئے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جن طرح امر کے صیغہ کے ساتھ دوسرے فرائض کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ اسی طرح قتال فی سبیل اللہ کے لئے میدان جنگ میں جان سے قبل کے لئے حکم دیا ہے۔ وَأَعِثُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَمِنْ دِرْأِ الْخَيْلِ تُرْهَبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَالْخَائِنِينَ مِّنْ دُونِهِمْ لَا تَعْلَمُوهُمْ۔ یعنی جہاں تک تم سے ہو سکے ان کفار کے مقابلہ کے لئے ساز و سامان تیار کرو۔ ہر طرح کی قوت اور پے ہوئے گھوڑے۔ جس کے ذریعہ سے تم اللہ کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں پر رعب جمائے رکھو گے۔ اور ان کے علاقہ بعض دوسرے اور دشمنوں پر بھی جن کو تم ابھی نہیں جانتے۔ تو اس امر کے مطابق تیاری ضروری اور لازمی ہو جاتی ہے۔ اب اگر استطاعت کے موافق تیاری ہم نہ کریں، تو

فرام نہ کریں۔ موجودہ دور کی سواریاں اور آلات حرب و ضرب کو حاصل نہ کریں تو یہ خدا تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی ہوگی۔ اگر ہم نے اس سلسلہ میں کوتاہی کی اور ساز و سامان کی اتنی تیاری نہیں کی جتنی تیار ہی ہمارے طاقت و استطاعت میں تھی۔ اور پھر خدا نخواستہ ہمیں شکست ہوئی، اپنے ملک کا دفاع نہ کر سکے، کافروں کا منہ نہ موڑا جاسکا۔ تو اس وقت بھی یوں نہ سمجھنا چاہیے کہ سامان کم تھا اس لئے یہ حالت ہوئی۔ بلکہ یہ یقین کرنا چاہیے کہ ہم نے خدا تعالیٰ کے حکم کی فراموشی کی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ مَا اسْتَطَعْنَا پر عمل نہ کیا۔ اور حکم کی نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوا۔ اس کی نصرت و اعانت نے ہمارا ساتھ نہ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ جب ساتھ نہ دے تو پھر کہاں غلبہ ہو سکتا ہو۔ یعنی ہر وقت حکم خداوندی کو ماننے اور نہ ماننے کو معیار فتح و شکست یقین کرنا چاہیے۔

ان دفاعی تیاریوں کے سلسلہ میں حکومت کے ساتھ مکمل تعاون کیا جائے۔ اے۔ آر۔ پی، فسط ایر، اور فوجی تربیت کے لئے جو پروگرام اور طریق کار ذمہ دار حضرات طے کریں اسی کے مطابق کام کرنا چاہیے۔ دفاع سے متعلق اس قسم کی تدبیریں وقتاً فوقتاً پیش ہو رہی ہیں۔ اور قوم کو مادی ذرائع و وسائل کے اعتبار سے تیار کرنے کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔ اور شاید اس حیثیت سے قوم کو متوجہ کرنے کی ضرورت ہمارے لئے نہیں رہی ہو۔ لیکن ایک دوسری حیثیت سے غفلت برتی جاتی ہے جو اس سے بڑھ کر اہم اور زیادہ قابل توجہ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ روحانی قوت اور خلق باللہ کو حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو کماحقہ توجہ نہیں دلائی جاتی، اور انسان کو موقع پر ہم وہ رویہ اختیار نہیں کر رہے ہیں جو مسلمان قوم

ہونے کی حیثیت سے ہمیں اختیار کرنا چاہیے تھا۔ فسق و فجور میں کوئی فرق نہیں آیا۔ چکلے، سنیما، کلب اور بد معاشی و فحاشی کے دوسرے اڈے اسی طرح پر رونق ہیں۔ اخلاقی حالت اسی طرح بگڑی ہوئی اور گندی ہے۔ دھوکہ، فریب، خصب و نہب، چوری ڈاکہ، جوا نشہ وغیرہ کباثر و منکرات کا ارتکاب اسی طرح علی الاعلان ہو رہا ہے۔ اور پھر افسوس ہے کہ قوم کا اجتماعی ذہن ان برائیوں کو اپنے اندر دیکھ کر برداشت بھی کر رہا ہے۔ عطرہ کے ان ایام سے قبل ہمارے شہروں، بازاروں اور منڈیوں وغیرہ کی جو حالت تھی۔ خطرات کے اس نازک دور میں بھی وہی حالت باقی ہے۔ پس اگر انصاف سے کام لیا جائے تو اپنی کمزوری اور خامی کو تسلیم کر کے اس کے دو ٹوکے کی کوئی تدبیر چاہیے۔ مرض کے ہوتے ہوئے اس کے وجود سے انکار کرنا مریض کو شفا نہیں دے سکتا۔ بلکہ مرض کو موجود یقین کر کے اس کے علاج میں ہمہ تن لگنا چاہیے۔ اس لئے ضروری اور اہم بات یہ ہے کہ ہم مسلمانانِ پاکستان ان نازک حالات میں خدا وند تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔ گزشتہ گناہوں، خطاؤں، لغزشوں اور نافرمانیوں کی معافی صدقِ دل سے مانگیں۔ تو بہ و استغفار کریں۔ اور آئندہ کے لئے عزم کریں کہ خدا کے محکوم بندے اور فرمانبردار ہو کر رہیں گے۔ اور تو بہ و استغفار اور عزم اطاعت کے بعد اپنی عملی زندگی درست کریں۔ معروف کو جاری کریں اور منکرات کو روک دیں۔ عذاب الہی کے آئنے سے قبل رجوع الی اللہ کی ضرورت ہے خدا تعالیٰ ہمیں، قارئین کرام کو اور تمام مسلمانانِ پاکستان کو عمل کی توفیق دے۔ آمین۔ آمین *

تسلیمات اسلامی

قربانی کے احکام و مسائل

آب سے ہزاروں سال پہلے انی ایام کا واقعہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے خلیس حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خداوند تعالیٰ کے حکم سے اپنے اکلوتے اور پیارے بیٹے حضرت اسمعیل علیہ السلام کو ذبح کرنے لگے تھے۔ اور اپنے جگر گوشہ کو امر الہی کی بنا پر ذبح کیلئے پیش کر کے اس مشکل ترین امتحان میں کامیاب ہوئے تھے۔ دنیا کی اس عظیم المرتبت ہستیوں اور خداوند تعالیٰ کے ان برگزیدہ بندوں کی اس بنظیر قربانی کی یادگار ملت ابراہیمی کے متبعین مسلمانوں پر ہر سال انہی ایام میں جانور کی قربانی کرنے اور اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے لئے خون بہا کر قلبی تقویٰ کے ثبوت پیش کرنیکی صورت میں واجب کی گئی۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتے ہیں:

وَبِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مُنْشِكًا لِّدِكْرِكَرُوا لِلَّهِ عَلَىٰ مَا رَزَقْنَاهُمْ مِّنْ نَّهْمٍ لَّهٖ الْإِنشَارُ فَالْهَکْمُ إِلَہٗ وَآحِلٌ فَلَهُ اسْلِمُوا وَبَشِّرِ الْخَیْرَتِیْنِ ۝ ج ۲۶۔ (ترجمہ) ہم نے ہر امت کے لئے قربانی کرنا اس غرض سے مقرر کیا تھا کہ وہ ان مخصوص چوپائوں پر اللہ کا نام لیں جو اس نے ان کو عطا فرمایا تھا۔ (پس اسل مقصود یہ نام لینا تھا) سو تمہارا محبوب حقیقی ایک ہی خدا ہے۔ تو تم ہمہ تن اسی کے ہو کر رہو۔ اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ (ایسے احکام الہیہ کے سامنے) گردن جھکا دینے والوں کو (جنت وغیرہ کی) خوشخبری سنا دو اور فرمایا گیا ہے۔ وَاللَّیْلُ اَنْ جَعَلْنَا هَا لَکُمْ

مِّنْ شَعَارٍ لِّلَّہِ لَکُمْ فِیْہَا خَیْرٌ فَادْکُرُوا لِلَّہِ عَلَیْہَا صَوَافٍ ۚ فَآذَا وَحِیٓتُ جُنُودُہَا فَاکَلُوا مِنْہَا وَاطَّعُوا أَمْرَیْ ۚ وَلَئِنْ لَّمْ یَذْکُرْ لَکَ لَکَ شَکْرًا ۚ هَا لَکُمْ لَعْلَکُمْ تَشْکُرُونَ ۝ (ترجمہ) قربانی کے اونٹ اور گائے کو (اور اسی طرح بھیڑ بکری وغیرہ کو بھی) ہم نے اللہ (کے دین) کی یادگار بنایا ہے۔ اُن جانوروں میں تمہارا فائدہ ہے۔ سو تم ان پر کھڑے کر کے (ذبح کرنے کے وقت) اللہ کا نام لیا کرو۔ پس جب وہ کر دے بل کر پڑیں (ٹھنڈو ہو جائیں) تو تم خود بھی کھاؤ۔ اور بے سوال اور سوالی محتاج کو بھی کھانے کو دو۔ ہم نے ان جانوروں کو اس طرح تمہارے زیر حکم کر دیا۔ تاکہ تم (اس تسخیر پر اللہ تعالیٰ کا) شکر کرو۔ آگے ارشاد فرماتے ہیں: وَلَئِنْ یَسْأَلِ اللّٰہُ لَحُومُہَا وَلَا دِمَآئُہَا وَلَکِنْ یَسْأَلُہُ التَّقْوٰی مِنْکُمْ ط لَکَ لَکَ شَکْرًا ۚ هَا لَکُمْ لَئِنْ کَذَبُوا اللّٰہَ عَلٰی مَا هَلَّا لَکُمْ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِیْنَ ۝ ج ۵۶۔ (ترجمہ) یعنی دیکھو یہ تو ظاہر باطل ہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس نہ ان کا گوشت ہو چھتا ہے۔ اور نہ ان کا خون۔ لیکن اس کے پاس تمہارا تقویٰ ہو چھتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان جانوروں کو تمہارے زیر حکم کر دیا۔ تاکہ تم (اللہ کی راہ میں ان کو قربان کر کے) اس بات پر اللہ کی بڑائی (دیان) کرو۔ کہ اس نے تم کو (اسی طرح قربانی کرنیکی) توفیق دی۔ اور (اے محمد صلی اللہ

علیہ وسلم، اخلاص والوں کو خوشخبری سنا دیجئے۔ اور اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: **وَمَنْ يَعْظَمْ شُعَائُكَ اللَّهُ فَاَنْهَاهُمْ تَقْوَى الْقُلُوبِ** (حج ۲۶)۔ جو شخص دین خداوندی کے ان یادگاروں (یعنی قربانی کے جانوروں کے متعلق احکام) کا پورا لحاظ رکھیں گا۔ تو ان کا یہ لحاظ رکھنا دل کے ساتھ ڈرنے سے ہوتا ہے۔ قرآن مجید کی ان آیات بینات کے بعد احادیث دیکھئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ قربانی کے دونوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں۔ ان دونوں میں یہ نیک کام سب نیکیوں سے بڑھ کر ہے۔ اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت غون کا بوقطرہ زمین پر گرے تو زمین تک پہنچنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول ہو جاتا ہے۔ پس ای لوگو! خوب خوشی سے اور خوب دل کھو کر قربانی کیا کرو۔ (ترمذی وابن ماجہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے دریافت فرمایا کہ اس قربانی کی حقیقت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: **سَلِّتُہٗ اَبْنِکُمْ اَبْرَہِیْمَ** تمہارے رب کے دادا حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ایک طریقہ ہے۔ (روح اللہ تعالیٰ کو پسند ہوا اور حکو بھی اسکی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ **اِنَّا اٰتٰیجُ مِلَّةَ اِبْرَہِیْمَ حَنِیْفًا**) صحابہ کرام نے پوچھا کہ ہم کو اس قربانی کرنے میں کتنا ثواب ملے گا۔ فرمایا کہ قربانی کے جانور کے بدن پر جتنی ہال ہوتے ہیں۔ ہر ہال کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھی جاتیگی۔ (احمد وابن ماجہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۲۵)۔ ان آیات و احادیث کو دیکھنے کے بعد بھی کسی کم نجت کو قربانی کی اہمیت و وجوب انکار ہو سکتا ہے۔ اور وکس طرح مسلمان ہوگا جو اس معاملہ میں تسلیم خم کرے کیلئے تیار نہ ہوا ہو۔ بڑی دنیاداری کی بات تو یہ ہے کہ اگر کسی پر قربانی کرنا

واجب بھی ہو تب بھی اتنے بے حساب ثواب کے حصول اور ملت ابراہیمی کی ایک عظیم شان یا دگار کے خیال سے قربانی کر دینا چاہئے کہ جب یہ دن چلے جائیں گے تو پھر یہ وقت کہاں نصیب ہوگی۔ اور اگر اللہ تعالیٰ نے مالدار اور امیر نایابو تو مناسب ہے کہ جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے وہاں جو شدہ دار مر گئے ہیں جیسے ماں، باپ وغیرہ ان کی طرف سے بھی کر دے۔ اور ان کی روح کو ثواب پہنچائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے خلفاء راشدین اور آپ کی بیبیوں اور صاحبزادیوں کی طرف سے، ائمہ کرام یا اپنے پیروغیرہ کی طرف سے کر دے۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو کم سے کم اتنا ضرور کرے کہ اپنی طرف سے قربانی کر دے۔ کیونکہ مالدار پر تو واجب ہے۔ جس پر قربانی واجب ہے اور اس نے نہ کی تو اس سے بڑھ کر بد نصیب اور کون ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس نیک کام کے کرنے اور ثواب کے حصول کی توفیق اور صدق نیت اور اخلاص و تقویٰ کی دولت نصیب فرمائے۔ آمین ۴

نماز عید الاضحیٰ | ۱۔ بقر عید کی نماز بھی مثل نماز عید

اس نماز کی وہی ہے جو نماز عید الفطر کی یعنی بعد تکبیر اولیٰ و ثناء اللہ اکبر کہتے ہوئے تین بار رفع یدین کریں۔ یعنی کانوں تک ہاتھ اٹھائیں۔ پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑے جائیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ بلند ہکر امام فاتحہ و سورۃ پڑھے۔ دوسری رکعت میں بعد فاتحہ و سورۃ دفع یدین کے ساتھ تین بار تکبیر کریں یعنی کانوں تک ہاتھ اٹھائیں۔ اور چوتھی تکبیر پر رکوع کریں۔ اور وقت اسکا اقباب کے بلند ہونے سے زوال سے پہلے تک ہے۔ اور جلد پڑھنا اس نماز کا مستحب ہے۔ تاکہ اس کے بعد قربانی کرنے میں مصروف ہوں۔ نماز کے بعد امام خطبہ پڑھے۔ جس میں قربانی اور تکبیرات تشریق

مسئلہ ۱۱۔ کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا۔ اب اس جانور کی قربانی واجب ہو گئی۔ (در مختار ص ۲۳)

قربانی کے جانور | **مسئلہ ۱۲۔** بکری۔ بکرا۔ بھیڑ۔ دنبہ۔ گائے۔ سین بھینس بھینسا۔

اونٹ۔ اونٹنی۔ لٹے جانوروں کی قربانی درست ہے۔ اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ ۱۳۔ بکرا۔ بکری سال بھر سے کم کی درست نہیں۔

جب پورے سال کی ہو تب درست ہے۔ اور گائے بھینس دو

برس سے کم کی درست نہیں۔ پورے دو برس ہو چکیں تب

درست ہے۔ اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں۔

اور دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو۔

اور سال بھر والے بھیڑ دنبوں میں اگر چھوڑ دو تو کچھ فرق معلوم نہوتا

ہو تو ایسے وقت چھ مہینے کے دنبہ اور بھیڑ کی بھی قربانی درست

ہے۔ اور اگر ایسا نہ تو سال بھر کا ہونا چاہئے۔

مسئلہ ۱۴۔ جو جانور اندھا ہوا یا کان بھیا یا آنکھ کی تھائی

روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تھائی یا تھائی سو

زیادہ کٹ گیا ہو۔ یا تھائی دم یا اس سے زیادہ کٹ گئی ہو۔

قواس جانور کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ ۱۵۔ جو جانور اتنا لنگڑا ہے کہ فقط تین پاؤں سے

چلتا ہے جو تھاپاؤں رکھا ہی نہیں جاتا۔ یا جو تھاپاؤں کھتا

ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا۔ اس کی بھی قربانی درست

نہیں۔ اور اگر چلتے وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہو۔

اور چلتے میں اس سے سہارا لگتا ہے لیکن لنگڑا کر کے چلتا ہو

تو اس کی قربانی درست ہے۔ (شامی ج ۵ ص ۲۸۵)

مسئلہ ۱۶۔ اتنا بڑا بالکل مرل جانور جسکی ہڈیوں میں

بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی درست نہیں۔ اور اگر اتنا نہ ہو

وغیرہ کے احکام بتلائے۔ اس نماز کے لئے بھی باہر عید گاہ میں جانا سنت ہو کر ہے۔ راستے میں پکار کر تکبیر پڑھتا ہے۔

اور دوسرے راستے سے واپس ہو۔ تاکہ دو فرائض کو اسی

دیں۔ ۲۔ بقر عید کی نماز سے پہلے کچھ کھانا اچھا نہیں۔ اگرچہ

وہ بھی نہیں۔ بہتر یہ ہے کہ بعد نماز کے قربانی میں سے کھائے

۳۔ تکبیر شریقی ایک دفعہ ہر ایک نماز فرض کے بعد مرد کیلئے

جہرا کہنا واجب ہے۔ امام بمقتدی، منفرد، عورت اور مرد

سب ایک بار اس طرح تکبیر کہیں۔ اللہ اکبر واللہ اکبر

لا الہ الا اللہ واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر واللہ اکبر

نویں ذی الحجہ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک۔

یہ مسک صاحبین رحمہما اللہ کا ہے۔ شامی ج ۱ ص ۱۰۱

کو مفتی بہ قرار دیا ہے۔

مسائل قربانی

قربانی کس پر واجب ہے، جس پر صدقہ فطر واجب ہے۔

اس پر بقر عید کے دنوں میں

قربانی کرنا بھی واجب ہے۔ اور اگر اتنا مال نہ ہو جتنے کے ہونیے

صدقہ فطر واجب ہو تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے۔

لیکن پھر بھی اگر کر دیوے تو بہت کچھ ثواب پائیگا۔

مسئلہ ۱۷۔ مسافر جو چند دن سے یا اس سے زیادہ کے

امادہ پر کہیں ٹھہرا ہوا نہ ہو قربانی کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۸۔ قربانی فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے۔

اولاد کی طرف سے واجب نہیں۔ بلکہ اگر نابالغ اولاد والد یا بھی

ہو تب بھی اس کی طرف سے کرنا واجب نہیں۔ نہ اپنے مال میں

سے نہ اس کے مال میں سے۔ اگر کسی نے اس کی طرف سے قربانی

کر دی تو نفی ہوگی۔ لیکن اپنے ہی مال میں سے کرے۔ اس کے

مال میں سے ہرگز نہ کرے۔ (ہدایہ ص ۲۴۲)

تو دیے ہوئے سے کچھ ہرج نہیں۔ قربانی ہو سکتی ہے۔ لیکن موٹے تانے جانور کی قربانی بہتر ہے۔ (عالمگیری ص ۲۹۹)
مسئلہ ۷۔ جس جانور کے بالکل دانت نہوں اس کی قربانی درست نہیں۔ اور اگر کچھ گر گئے لیکن زیادہ باقی ہیں تو درست ہے۔
مسئلہ ۸۔ جس جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں وہ بھی درست نہیں۔ اور اگر ہیں لیکن بالکل چھوٹے چھوٹے تو درست ہے۔ (در مختار)

مسئلہ ۹۔ جس جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں یا سینگ تو تھے لیکن ٹوٹ گئے۔ تو اس کی قربانی درست ہے۔ البتہ اگر بالکل بڑے ٹوٹ گئے ہوں تو درست نہیں۔

مسئلہ ۱۰۔ خصی برے اور مینڈے کی اور خارش کی جانور کی بھی درست ہے۔ البتہ اگر خارش کی وجہ سے لاغر ہو گیا ہو تو درست نہوگی۔

مسئلہ ۱۱۔ اگر جانور قربانی کیلئے خرید لیا تب کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس سے قربانی درست نہیں تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر کے قربانی کرے۔ ماں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی واجب نہیں تو اس کیواسطے وہی جانور درست ہے۔ (در مختار ص ۲۲۳)

مسئلہ ۱۲۔ اگر کوئی جانور کا بھن ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ پھر اگر بچہ بھی زندہ نکلے تو اس کو بھی بچ کر دے۔ (شافعی)
مسئلہ ۱۳۔ گائے بھینس۔ اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو۔ اور سب کی نیت قربانی کرنیکی یا حقیقہ کی ہو۔ صرف گوشت کھانے کی نیت نہ ہو۔ اگر کسی کا حصہ ساتویں سے کم ہوگا تو کسی کی قربانی درست نہوگی۔ نہ اس کی جس کا کہ پورا حصہ ہے۔ نہ اس کی جس کا

ساتویں سے کم ہے۔ (عالمگیری)
مسئلہ ۱۴۔ اگر گائے میں سات آدمیوں سے کم شریک ہوئے مثلاً پانچ یا چھ اور کسی کا حصہ ساتویں سے کم نہیں تب سب کی قربانی درست ہوگئی۔ اور اگر آٹھ شریک ہو گئے تو کسی کی درست نہیں۔ (عالمگیری ص ۲۹۹)

مسئلہ ۱۵۔ قربانی کے لئے کسی نے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت کی کہ اگر کوئی اور مل گیا تو اس کو بھی اس گائے میں شریک کر لیں گے۔ اور شرکت سے قربانی کرینگے۔ اس کے بعد کچھ لوگ شامل ہوئے تو درست ہے اور اگر خریدتے وقت اس کی نیت شریک کرنیکی نہ تھی تو اس میں کسی کو شریک کرنا بہتر تو نہیں ہے۔ لیکن اگر کسی کو شریک کر لیا تو جس نے شریک کیلئے اگر وہ امیر ہے کہ اس پر قربانی واجب ہے تو یہ شرکت درست اور اگر غریب ہے جس پر قربانی واجب نہیں تھی تو درست نہیں۔ (عالمگیری ص ۲۹۹)

مسئلہ ۱۶۔ اگر قربانی کا جانور کہیں کم ہو گیا اس لئے دوسرا خرید اپھر وہ پہلا مل گیا۔ اگر امیر آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو ایک ہی جانور کی قربانی اس پر واجب ہے۔ اور اگر غریب ہے تو دونوں کی واجب ہوگی۔ (ہدایہ ص ۲۳۲)

قربانی کا وقت **مسئلہ ۱۷۔** بقر عید کی اور آفتاب سے پہلے تک قربانی کا وقت ہے۔ پہلا دن افضل ہے پھر ۱۱ پھر ۱۲ تاریخ۔

مسئلہ ۱۸۔ بقر عید کی نماز سے پہلے شہر والوں کیلئے قربانی درست نہیں۔ جب نماز ہو جاتے تب کہے اگر کسی عذر سے اس دن نماز ادا نہ ہوئی تو جب نماز کا وقت گزر جائے یعنی بعد از زوال اس وقت درست ہے۔ البتہ اگر کوئی کسی دیہات گاؤں میں رہتا ہو تو وہ دسویں تاریخ کی صبح صادق ہونے

کے بعد بھی قربانی کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۳۔ اگر شہر کا رہنے والا قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیج دے تو اسکی قربانی نماز سے پہلے بھی درست ہے۔ اگرچہ وہ خود شہر میں ہے۔ ذبح ہو جانیکے بعد اسکو منگولے اور گوشت کھا دے۔ (مذاہب)

مسئلہ ۴۔ رات کو بھی قربانی جائز ہے لیکن پسندیدہ اور بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نٹکے۔ اور قربانی درست نہ ہو۔

مسئلہ ۵۔ دسویں گیارھویں تاریخ سفر میں تھا۔ پھر بارھویں کو غروب آفتاب سے پہلے گھر پہنچا۔ یا پندہ دن کہیں ٹھہرنے کی نیت کر لی۔ تو اب قربانی کرنا واجب ہو گیا ہے۔ یا پہلے مال نہ تھا ۱۲ کی شام سے قبل مالدار ہو گیا۔ تو اب قربانی کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۶۔ اپنی قربانی خود ذبح کرے تو بہتر ہے۔ اگر خود ذبح کرنا نہ جانتا ہو تو دوسرے سے ذبح کرانیکے وقت خود وہاں کھڑ ہو جانا بہتر ہے۔ اگر خود نہ جاسکا دوسرے سے کرایا تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۷۔ کسی پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کے تینوں دن گز گئے اور اس نے قربانی ہمیں کی تو ایک کچی یا بھیڑ کی قیمت خیرات کرے۔ اور اگر بکری خرید لی تھی تو بچینہ وہی خیرات کر دے۔

مسئلہ ۸۔ قربانی کے وقت کوئی نیت زبان سے پڑھنا ضروری نہیں۔ اگر صرف دل میں خیال کر لیا کہ میں قربانی کرنا ہوں اور زبان سے کچھ نہیں کہا۔ صرف بسم اللہ اکبر کسکر ذبح کر دیا تب بھی قربانی درست ہے۔ لیکن یاد ہو تو یہ دعا پڑھنا بہتر ہے۔ جب قربانی کو قبلہ رخ کئے تو یہ دعا پڑھے۔ اے دھم دھم اللہ ہی فطر اللہ وادتا و الاہض حنیفا وما انا من المشرکین ط ان صلواتی

ونسکی وحنیای وحقانی للہ رب العلمین ؓ لاشریک لہ وذلک اموت وانا اول السالین ؓ اور ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے۔ اللہم تقبلہ منی کما تقبلت من حبیبک محمد وخلیلک ابراہیم علیہما الصلوٰۃ والسلام۔

متفرق احکام | ۱۔ قربانی کا گوشت آپ کھاے رشتہ داروں کو دے اور فقیروں

محتاجوں کو خیرات کر دے۔ بہتر ہے کہ تھائی حصہ غربا و مساکین کو دے، تھائی دوستوں کو اور تھائی اپنے اہل و عیال کو۔ لیکن جس شخص کا کتبہ زیادہ ہو اور کوئی ضرورت نہ ہو تو تمام گوشت خود خرچ کر سکتا ہے۔ البتہ فروخت کرنا ممنوع ہے۔ ۲۔ قربانی کی دسی بھول وغیرہ سب

پہیز خیرات کرے۔ ۳۔ قربانی کی کھال یا تو یونی فرم کرے۔ یا بچکر اسکی قیمت ایسے لوگوں کو صدقہ دے جن کو مال ذکوۃ میں سے دنیا درست ہے۔ فروخت کئے بغیر خود اس کھال کو اپنے کام میں بھی لاسکتا ہے۔ یعنی اس سے ڈول وغیرہ بنا سکتا ہے۔ اس کھال کی قیمت

کو مسجد کی مرمت یا اور کسی نیک کام میں لگانا درست نہیں۔ کھال یا اسکی قیمت کسی کو بھی اہوت میں دنیا جائز نہیں۔ اس کا خیرات کرنا ضروری ہے۔ قصاب کی اہر تسلیم پاس سے الگ دیوے۔ کھال یا اسکی قیمت یا گوشت،

چربی وغیرہ اسمیں دینا جائز نہیں۔ ۴۔ قربانی کا گوشت وزن سے پورا اور اتول کر تقسیم کیا جائے۔ اندازہ سے تقسیم نہ کریں۔ لیکن اگر کسی طرف کم گوشت کے ساتھ کھال لگا دے جائیں تو پھر اندازہ سے بھی تقسیم درست ہے۔ اگر ایک جانور میں کئی آدمی شریک ہوں اور سب تقسیم نہیں کرتے۔ بلکہ یکجا ہی فقراء کو تقسیم کرتے یا کھانا

چاہتے ہیں تو یہ بھی جائز ہے۔

طلب علم و نیب

قربانی کے چٹروں اور اسکی قیمت کے بہتر مصرف ہیں کہ اسکا دہر اتواب ہے۔ مَدَقہ کا اور اشاعت علم میں کا۔ جیسا کہ دارالخلافہ۔ المصلحت علی المسکین مغلطہ و علی ذی الرحمہ اثنتان مصلحتہ و مصلحتہ طالبان علم دین ہی کی مدارات اور ان کے ساتھ حسن سلوک کا حکم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بہ تاکید فرمایا ہے۔ آپ نے صحابہ کو خطاب کر کے فرمایا۔ کہ تمام آدمی تمہارے

تالیع ہیں۔ اور اطراف عالم سے آدمی علم دین سکھنے اور دین میں سمجھ حاصل کرنے کے لئے آئیں گے۔ سو جب وہ تمہارے پاس آویں تو میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ ان کے ساتھ بھلائی سے پیش آنا۔ (ترمذی) اب دیکھنا ہے کہ مسلمان مفسور صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کی تعمیل کیسے کرتے ہیں۔

نوٹ: ہر قربانی کے مذکورہ بالا مسائل اشتہار کی صورت میں بھی شائع کئے گئے ہیں۔ ضرورت مند حضرات دفتر تبلیغات اسلامی سے ٹکٹ بھیج کر طلب کر سکتے ہیں۔

ایمان کی بات

(محترم استاد صاحب ملتان)

کبیر تسکین ہی مرے شوق فراہاں کی تھیں
آہ، مصروف ہیں وہ لوگ چمن ہندی میں
اہل باطل کے کسی ہیش نمایاں پہ نہ جسا
اپنے ہم جنس کے آئین کا پابند بنے
کی مسلمان نے ترقی جو فسرنگی بن کر
سرد سماں ہے عمل ہی سے، عمل ایمان سے
دل میں ہوا دھول پر اثر انداز نہ ہوا !!!
ذیت اس طرح بسر کرتے ہیں فرد اور ملت

خلد میں بھی وہ فضا کو چڑھ جانان کی نہیں
جن کو پہچان گل و سنبل و ریحاں کی نہیں
کہ خبر ہی تجھے ان کے غم پنہاں کی نہیں
کیا یہ تو ہیں خود آذادٹی انسان کی نہیں
وہ فرنگی کی ترقی ہے مسلمان کی نہیں
صرف ایمان کی کمی ہے، سرد ماں کی نہیں
بات ایمان کی یہ ہے، بات یہ ایمان کی نہیں
جیسے کوئی بھی ضرورت انہیں قرآن کی نہیں

فہم کے دور میں کیا علم کی ہو قدر آئند

مانگ ”روماں“ کی اس وقت ”فسارلس“ کی نہیں

ماہر القادی کے زیر اداہت کراچی کا مشہور دینی، علمی اور ادبی رسالہ ۱۲

بالحیثہ ارشادِ راست

- (۱) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج و عمرہ کرو کہ بلاشبہ یہ دونوں محتاجی اور گناہ کو دور کر دیتے ہیں جیسا کہ بھی لکھا ہے، سونے اور چاندی کی پیل کو دور کر دیتی ہے۔ اور حج مقبول کا ثواب جہنم کے سوا کچھ نہیں ہے۔ (ترمذی)
- (۲) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اس نے نہ زبان سے بری بات نکالی نہ گناہ کیا تو اس کے اگلے تمام گناہ معاف کر دئے گئے۔ (ترمذی)
- (۳) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور مسلمان اس کی زبان اور ہاتھ سے محفوظ ہے تو اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ (کنز العمال)
- (۴) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج کرنے والے اور جہاد کرنے والے اللہ تعالیٰ کے وفد ہیں۔ اگر وہ عاکرین گئے تو اس کو اللہ قبول کرے گا۔ اور حضرت چاہیں گے تو اللہ ان کی مغفرت کرے گا۔ (کنز العمال)
- (۵) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب تک کسی حج کرنے والے کو ملے تو اس کو سلام کر اور اس سے مصافحہ کر اور اس کو کہہ کہ وہ تیرے لئے دعا و مغفرت کرے اپنے گھر میں داخل ہونے سے پہلے۔ کیونکہ اس کی مغفرت کی حاجت ہے۔ (کنز العمال)
- (۶) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں اٹھا لے ہے حج کو جانو الا کوئی قدم اور نہ رکھتا ہے۔ لیکن اللہ اس کی ایک برائی دور کر دیتا ہے اور اس کا
- ایک درجہ بلند کر دیتا ہے۔ اور اس کے لئے ایک نیکی لکھنا ہے۔ (کنز العمال ج ۳)
- (۷) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حج کو چار سالہ گناہوں میں سے چار سو کی شفاعت کریگا۔ اور اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح نکلے گا جس دن اس کی ماں نے اس کو جنم دیا تھا۔ (کنز العمال ج ۳)
- (۸) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کے وفد تین ہیں۔ حج کر نیوے، عمرہ کر نیوے اور جہاد کر نیوے۔ وہ دعا کریں گے تو اللہ ان کی دعاؤں کو قبول کرے گا۔ وہ اس سے مانگیں گے تو ان کو دے گا۔ (کنز العمال ج ۳)
- (۹) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے حج کیا اور عمرہ کیا اور اسی سال مر گیا تو جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس شخص نے رمضان کا روزہ رکھا پھر مر گیا۔ تو جنت میں داخل ہوگا۔ اور جس شخص نے جہاد کیا۔ پھر اسی سال مر گیا تو جنت میں داخل ہوگا۔ (کنز العمال ج ۳)
- (۱۰) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص مکہ کے راستے میں جائے یا آئے میں مر گیا اس حال میں کہ وہ حج یا عمرہ کا ارادہ رکھتا تھا تو نہ اللہ کے سامنے اس کی پیشی ہوگی نہ حساب ہوگا اور جنت میں داخل ہو جائیگا۔ (کنز العمال ج ۳)
- (۱۱) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کہ جائے حج کرنے، میں جلدی کرو۔ کیونکہ تم میں سے کوئی نہیں جائے گا آئندہ اس کو کیا مرض یا سبب پیش آجائے۔

منتخب القراءات

حقوق و سرفرازان

(بہ سلسلہ اشاعت)

(مولانا محمد زاہد صاحب الحسینی)

(گذشتہ)

آداب النبی صلی اللہ علیہ وسلم | جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات

کے محسن عظیم ہیں۔ خداوند تعالیٰ نے آپ کو جتھے للعلیین بنا کر بھیجا ہے۔ انکی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا ہے۔ آپ کے آداب میں کم از کم ان امور کا ضروری خیال رکھا جائے۔ ۱۔ آپ کی اطاعت کو خدا کی اطاعت سمجھے۔ ۲۔ ان کے آگے نہ چلے۔ ۳۔

آپ کے آواز پر اپنی آواز بلند نہ کرے۔ ۴۔ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے آپ کی ذات یا میرکات پر نزول رحمت کا مطالبہ نہ کرے۔ ۵۔ من یطع المرسل فقد اطاع اللہ۔ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

لا تقبلوا من یطع المرسل الا ما یطع اللہ۔ اللہ اور اس کے رسول کے پہلے تم سبقت منت کیا کرو۔

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ انکم فوق صوت النجلا۔ آواز میں بھی کی آواز سے۔ اور اس سے نہ بولو گمک کر جیسے گمکتے ہو ایک دوسرے پر کہیں تمہارا اعمال کا کار ہو جائیں اور تم کو نصیب نہ ہو۔

یا ایہا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ اے ایمان والو! تم بھی آپ پر رحمت بھیجا کرو اور خوب سلام بھیجا کرو۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب میں سب سے زیادہ جامع اور مکمل مضابطہ ہے جسکو آپ نے ارشاد فرمایا ہے۔

خدا کی قسم! خدا کی قسم! خدا کی قسم! تم میں سے کوئی بھی ایماندار نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اسکو اسکی اولاد اسکے باپ، اسکی ذات

اور تمام لوگوں پر زیادہ محبوب نہ ہوں۔ (بخاری و مسلم) لوفش نہ ان آداب کا مطلب ہے کہ آپ کے ارشاد فرمودہ احکام پر عمل کرے اور کسی دوسرے قانون کو اس سے بہتر نہ سمجھے۔ صحابہ کرام جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دروازہ ناخنوں سے کھٹکھٹایا کرتے تھے۔ (تفسیر قرطبی)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جس رحمت میں نہر دیا گیا تھا اس رحمت میں آپ کے ساتھ حضرت بشیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ وہ نہر آلود و لقمہ چپا کر نگل گئے۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے کھا گئے۔ اسی وجہ سے فوت ہو گئے۔

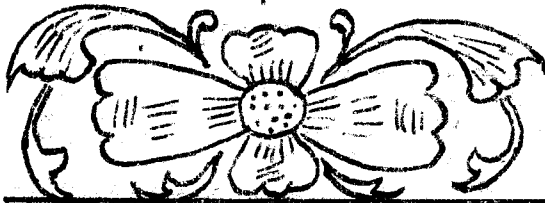
آداب مسجد | مسجد کو خدا کا گھر کہا جاتا ہے۔ اسلئے اس کے متعلق کم از کم مندرجہ ذیل آداب اختیار کیے۔

مسجد میں عبادت کے بغیر دوسرا کام نہ کرے۔ مسجد میں ایسا کام نہ کرے کہ جسکی وجہ سے لوگ نماز ادا نہ کر سکیں۔ مسجد کو صاف و ستھرا رکھے۔

ان المساجد للہ فلا تذاکروا مع اللہ احدا۔ بیشک مساجد اللہ کیلئے ہیں اسلئے اللہ کے ساتھ کسی غیر کو نہ یاد کرو۔

ومن اظلم من من منع مساجد اللہ ان ینزل فیہا اسمہ ومن منع من منع من خرابہا۔ اور اس نے بڑھ کر ظلم کون ہوگا جو خدا کے گھروں میں اس کا نام لینے سے منع کرے۔ اور ان کے برباد کرنے کو شش کرے۔

من خرابہا۔ (بقرہ)

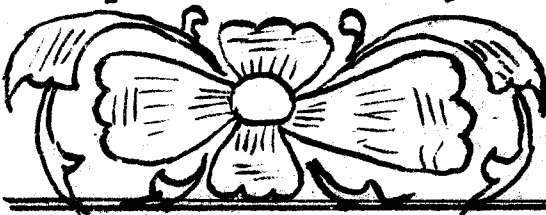


تذکرة الکرام

از ملفوظات سلطان المشائخ حضرت خواجہ سید نظام الدین محبوب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
ما خود از تلامذت المحبتین مرتبہ حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مکمل کے روز ۲۰ راتہ پرمع الاول شہدہ کو فرمایا کہ میں نے فتاویٰ میں لکھا دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بہشت میں چار ندیاں پیدا کی ہیں۔ ایک پانی کی۔ دوسری دودھ کی۔ تیسری شراب کی۔ چوتھی شہد کی پھر فرمایا۔ ابو بکر کی مثال پانی کی ندی کی طرح ہے۔ پانی سے ہر چیز زندہ ہوتی ہے۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی مثال دودھ کی ندی کی سی ہے۔ کہ بچہ جب تک دودھ نہ پئے نشوونما نہیں پاتا پس اسلام نے بھی نشوونما حاصل کیا۔ اور عمر کی وجہ سے کیا۔ عثمان کی مثال شراب کی ندی کی سی ہے۔ جس سے تازیوں کو تقویت حاصل ہوتی ہے۔ امیر المؤمنین مختار علی کرم اللہ وجہہ کی مثال شہد کی سی ہے۔ جس میں اللہ تعالیٰ نے شفاء رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے بہشت میں سلسبیل، زنجبیل، ریحق اور کافور کے چشمے پیدا کئے ہیں۔ جسے کلام مجید میں فرمایا ہے۔ عینا لشراب بہا عبد اللہ یفجر نہا انفجیرا۔ عینا لشراب بہا المقربون۔ عینا فیہا تسمی سلسبیل۔ بعد ازاں فرمایا کہ اے درویش! ان چار کلمات کی ابتداء عین سے ہے۔ مثلاً عشق ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم۔ پس یہ اس بات کی دیں ہے کہ ان چار چشموں سے اُنہی شخصوں کو حصہ ملتا ہے جو چاروں یاروں کو دوست رکھے۔ پھر فرمایا کہ حدیث میں ہے۔ اختیار اصحاب علی الخلیفین سوی المؤمنین والمصلین واختار

من اصحابی ولجنت وجعلہما رجا وھما ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم۔ یعنی شیک اللہ تعالیٰ نے میرے اصحاب کو برگزیدہ بنایا۔ اور ان میں چار کو خاص کر یعنی ابو بکر، عمر، عثمان، علی رضی اللہ عنہم۔ بعد ازاں فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ میری امت کو اپنے پاس بلائیگا۔ اس وقت صدیق ابو بکر صدیق کے ہمراہ بہشت میں داخل ہونگے۔ امیر المعروف کے بجالاتے والے عمر کے ساتھ۔ اہل علم عثمانی کے ساتھ۔ اہل سخا اور نیک خواہمیر المؤمنین علی کرم اللہ وجہہ کے ساتھ۔ اہل علم و خدائے میل کے ساتھ۔ اہل قرآن ابی کعب کے ساتھ۔ درویش ابی دوداء کے ساتھ۔ اہل زہد ابی درداء کے ہمراہ۔ شہید عمرہ کے ہمراہ۔ اور اہل ثروت بلال کے ہمراہ بہشت میں داخل ہونگے۔ بعد ازاں فرمایا کہ حدیث میں آیا ہے۔ کہ ابو بکر و وزیر القائم امتی بعدی۔ و عمر حبیبی و عثمان منی و علی انخی و صاحب لوائی۔ یعنی ابو بکر میرے وزیر ہیں۔ اور میری امت کو قائم کرنے والے عمر میرے دوست ہیں۔ اور عثمان مجھ سے ہیں۔ اور علی میرے بھائی ہیں اور میرے بھندے کے مالک ہیں۔



ناموس قرآن

(از مولانا محمد امین صاحب کوٹلی بھنگوی)

قرآن مجید ایک معجزہ ناکتاب ہے جس کا اس وقت تک لفظ لفظ محفوظ ہے۔ کیونکہ اسکی حفاظت کا ذمہ خود متکلم حقیقی نے لے لیا ہے۔ اذالہ لفظوں اگر خیروں کے کہے پر چل کر ہم اسکو تحریف شدہ مانیں۔ تو قرآن کریم کا معجزہ ناکتاب ہونا ہباء غشورا ہوتا ہے۔ اس کا معجزہ نہ ہونا تو یہی ہے کہ تحریف و تبدیل کم و بیشی سے محفوظ و مامون ہے۔ اللہ جل مجدہ نے قرآن کریم کو ذکر سے اور کہیں فرقان سے کہیں ہدایت سے کہیں حق سے کہیں نور سے تعبیر فرمایا۔

ذکر { انا نحن نزلنا بالتحقیق ہم نے یہ ذکر نازل الذکر و انالہ } کیا ہے اور ہم ہی اس کے لحاظ فظون۔

یہاں کتاب مبین کو ذکر سے تعبیر فرمایا۔ اور اسکی حفاظت کا کام خود ذمہ لیا۔ کہ ہم ہی اس کے نگہبان ہیں۔ بھلا جس کتاب کا محافظ خدا ہو اس کو کون کم و بیش کر سکتا ہے۔

فرقان { تبارک الذی بڑی بابرکت ہے وہ ذات نزل العرقان } جس نے نازل کیا فرقان کو علی عبدہ لیكون للعلمین نذیرا۔ اپنے بندہ پر تاکہ وہ سارے جہاں کو خبردار کر دیں۔

عبد دیگر عہدہ پتھرے دگر ہاں انتظار او منتظر۔ (عارف رومی)

ہدایت { هو الذی وہ اللہ جس نے اپنے رسول

ارسل رسولہ با کو ہدایت اور سچے دین کیساتھ لہدی و دین الحق بھیجا۔ تاکہ اسکو ہر دین پر لیظہم الا علی الدین غالب کرے۔ اور اللہ اسکی کلہ۔ و کھنی باللہ شہید۔ شہادت کے لئے کافی ہے۔ یہاں قرآن کو ہدایت سے تعبیر فرمایا۔ اور فرمایا وہ ذات جس نے اپنے رسول محبوب و دو عالم کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا تاکہ اس کا دین تمام دینوں پر غالب ہو۔ اور میں اسکی شہادت کے لئے کافی ہوں۔

حق { التو۔ تلك آیات } یہ آئین کتاب کی ہیں اور الکتاب والذی جو کچھ تیرے رب کی طرف سے انزل الیک من ربک تجھ پر نازل ہوا وہ حق ہے۔ الحق ولكن الکثر لانا لا نؤمنون لیکن اکثر لوگ ایمان نہیں لاتے۔ یہاں آیات کتاب کو حق سے تعبیر کیا ہے۔ والذی انزل الیک من ربک الحق۔

نور { فامنوا باللہ و پس اللہ پر اور اس کے رسول رسولہ والنور الذی پر اور اس کے نور پر ایمان لے انزلنا۔ واللہ بما تعملون خبیر۔ اور اللہ جو کچھ تم کرتے ہو وہ (انتخابین) سب جانتے ہے۔

یہاں کتاب کو نور سے تعبیر فرمایا۔ والنور الذی انزلنا۔ اور اس نور پر ایمان لے آؤ جو ہم نے نازل کیا۔

حکم { و کذلک انزلنا } اور اس طرح ہم نے اس پر حکم { حکماً عربیاً۔ عربی حکم نازل کیا۔

یہاں قرآن کو فرقان (فیصلہ) کے لفظ سے تعبیر کیا

یاں حکم سے تعبیر فرمایا۔ حکماً عوتیا۔

تعبیر [ما یؤد الذین] ان لوگوں کا دل یہ نہیں چاہتا
کفر و امن اہل جو اہل کتاب اور مشرکین میں
الکتاب ولا المشرکین سے کافر ہو گئے ہیں۔ یہ کہ
ان یبذل علیکم من خیر ما یبذل ربکم واللہ
من ربکم واللہ تم پر تمہارے رب کی طرف سے
بہتر خیر نازل ہو گا اور اللہ جس
یختص برحمۃ کو چاہے اپنی رحمت کیلئے
من یشاء۔ خاص کر لیتا ہے۔

یاں خیر سے تعبیر کیا۔ ان یتزل علیکم من خیر من ربکم
شفاء یا ایہا الناس آئی لوگو! تمہارے رب کی
شفاء اقل جاء تاکم طرف سے تمہارے پاس
موعظۃ من ربکم و موعظۃ (تھیبت) اور جو
شفاء لہما فی الصدو کچھ تمہارے صدور میں ہو
وہدے اس کے لئے شفاء آگئی
وسر حملۃ ہے۔ یہ ہدایت اور رحمت ہو
للمؤمنین۔ ایمان والوں کے لئے۔

اس آیت میں قرآن کو نہ صرف شفاء فرمایا گیا۔
بلکہ اسکو موعظہ، ہدایت اور رحمت کے الفاظ سے
موسوم کیا ہے۔

تذکرہ [کلا انہ تذکرۃ] نہیں! یہ تو بیشک تذکرہ
تذکرہ [فمن شاء] پس جو چاہے اسکو
ذکرہ۔ فی صحف یاد کرے۔ یہ ادب کے
مکرمۃ مرفوعۃ ورقوں میں بلند و پاک ہو
مطہرۃ بایذی سفۃ لکھنے والوں کے ہاتھوں جو
کرامت بزرگ ہے۔ سردار ہیں نیک۔

یاں تذکرہ سے تعبیر فرمایا۔ انما تذکرہ۔ ادب کے
کے ورقوں میں بلند و پاک ہے۔

الکتاب۔ فی ذلک الکتاب لاریب فیہ۔ دنیا میں یہی
ایک کتاب ہے جس میں کسی قسم کا ریب، وہم، گمان
نہیں۔ اور کتابیں بھی نازل ہوئیں۔ صحف اترے لیکن
اسی وقت تک محفوظ رہیں اور صحیفے بٹے جتنے تک
وہ بنی اپنی قوم میں زندہ رہا۔ جب بنی اس علم فانی
سے عالم بقائیں پہنچا وہ کتابیں تحریف و تغییر سے
محفوظ نہ رہ سکیں۔ ہم دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ
یہی ایک کتاب ہے جس کا نقطہ نقطہ زیرِ شوشہ تک
بھی محفوظ ہے۔ اور محفوظ رہیگا۔ انا نحن منزلنا
الذکر والذکر لحافظون۔ اگر قرآن محفوظ نہ ہو تو
دین میں باقی رہتا کیا ہے۔

علاوہ ازیں ایسی آیتیں صراحتہ موجود ہیں جو

محفوظیت وحی پر دلالت ہیں۔
(۱) انا لقرآن کہیم بیشک قرآن کریم یہ اس کتاب
فے کتاب مکنون میں ہے جو محفوظ ہے۔ اسکو
لا یمسہ الا اللطہرون وہی چھوتے ہیں جو پاک
تذکرہ من رب کرپئے گئے ہیں۔ اس کو
العلمین۔ رب العالمین نے نازل کیا ہو۔

یاں قرآن کو کریم فرمایا۔ اور وہ ایسی کتاب میں
ہے جو محفوظ ہے۔

(۲) ان علینا جمعہ بیشک ہمارے ذمہ ہے
وقرآنہ۔ فلا اس کا جمع کرنا اور پڑھنا
قرآننا فاتبع پس جب ہم پڑھ چکیں تو تو
قرآننا۔ ثم اس پڑھنے کی پیروی کر۔
ان علینا پھر ہمارے ہی ذمہ اس کا
بیان ہے۔ سمجھانا ہے۔

(۳) وقال الذیوب اور جنہوں نے کفر کیا وہ

اڑا تھا۔ اگر دنیا سے تمام کتابوں کے نسخے محفوظ ہو جائیں تو ہم دعویٰ کے طوع کہتے ہیں کہ قرآن کریم اسی طرح محفوظ رہیگا۔ جس طرح محفوظ تھا۔ مسلمانوں کا دس لاکھ بچہ اللہ سے لیکر انسان تک کا تبوں کو بغیر تفسیر لفظ نقطہ و زیر و زبور لکھوا سکتا ہے۔ یہی قرآن حکیم کا دندہ معجزہ ہے۔ اسی لئے تو یہ کتاب معجزہ نام کتاب ہے۔ وائے لکھتا ہے عزیر لایا قیلہ الباطل من بین ید یدہ و لا من خلفہ۔ تنزیل من حکیم حمید + (باقی آئندہ)

کہنے لگے کہ اس پر سارا کا سارا قرآن ایک ہی دفعہ کیوں نہ نازل کیا گیا۔ اس طرح ہم کو نازل کرنا منظور تھا کہ ہم اس سے ثبت کر دیں تیرا دل اور ہم نے اسکو ترتیب کے ساتھ طبع طبع کر مرتب کر دیا۔ عی اللہ کی طرف سے رسول۔

کھڑا والو نزل علیہ القرآن جملہ واحدۃ۔ کذا لک لک لک لک بہ فؤادک و سر قلنا لا ترتیلا۔

(۴) رسول من اللہ یتلو صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ۔ (البینہ)

پڑھتا ہے پاک اوراق۔ ان ورقوں میں مضبوط صحیح ترتیب شدہ کتابیں لکھی ہوئی ہیں۔

(۵) بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔

بلکہ یہ تو بڑی شان والا قرآن ہے۔ جو ایسی تختی میں لکھا ہوا ہے جو محفوظ ہے۔

(۶) حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت ان کی زندگی میں ہدایت قدسیہ کے بموجب دین اسلام کی پوری کتاب مقدس لکھی جا چکی تھی۔ جو وحی بھی آئی وہ بالکل بحکمہ محفوظ کر لی گئی۔

(۷) آنحضرت صلعم کی زندگی میں ہدایت قدسیہ کے بموجب قرآن کریم کی سب سورتوں کی اور ان کی آیات کی ترتیب اور تعداد مقرر ہو چکی تھی۔

(۸) آنحضرت صلعم کی زندگی میں ہدایت قدسیہ کے بموجب کل قرآن سینوں میں محفوظ کر لیا تھا۔ اور بعضوں نے تحریر کیا محفوظ کر لیا تھا۔

(۹) قرآن کریم موجودہ زمانہ کے حفاظ کرام کے سینوں میں بحکمہ محفوظ ہے جس طرح وحی الہیہ کے بموجب

بقیہ ص ۱۹ - (۱۲) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو حج کے لئے جانے میں کوئی ظاہری سبب یا ظالم حکومت یا روکنے والا مرض مانع نہ ہو اور وہ حج نہ کرے تو چاہے وہ یہودی مرے یا نصرانی مرے۔ (دکنر العمال ج ۳)

(۱۳) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابلیس کے کچھ شریر شیاطین ہیں۔ جن کو وہ کہتا ہے کہ تم حج اور جہاد کرے والوں کا ساتھ دو۔ اور انکو راہ حق سے گمراہ کرتے رہو۔ (دکنر العمال ج ۳)

(۱۴) حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ کیا حق ہر تیرے بند کا تجھ پر چوبہ تیری زیارت کا ارادہ کریں کیونکہ ہر زاثر کا مزدور حق ہے فرمایا کہ حق ہے کہ میں انکو دنیا میں عاقبت دوں۔ اور انکی مغفرت کر دوں جب وہ مجھ سے ملیں۔ (دکنر العمال ج ۳) +

سرخ نشان

دارہ میں سرخ نشان سالانہ چند ماہوں کی علامت ہے آئندہ ماہ کا سالہ بندی ہو۔ پی ار سال ہوگا۔ جس کے زائد اخراجات بچنے کے لئے بہتر صورت پیش ہے کہ آپ اپنا چندہ بندیہ منی آرڈر بھیجیں۔ خریداری منظور نہ ہو اطلاق دیں۔ خدا و دی۔ پی واپس فرما کر ایک اسلامی احکام کے کو نافع نقصان نہ ہو پچائیں غلط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیں +

یہاں ارشاد فرمایا ورتلنہ ترتیلا۔ ہم نے اسکو ترتیب کے ساتھ طبع کر دیا۔